

علوم دنیوی کے بحر میں غوطے لگانے سے  
زباں گو صاف ہو جاتی ہے، دل طاہر نہیں ہوتا

# تحقیق تعلیم انگریزی

مع

## اضافات جدیدہ

افادات

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

ترتیب

عطاء الرحمن قاسمی

استاذ دارالعلوم جامع مسجد میرٹھ شہر

تصدیق

مولانا مفتی مجد القدوس خلیب رومی صاحب عمت فیوضہم

مفتی مدرسہ عربی مظاہر علوم سہارنپور

و مفتی شہر آگرہ

ناشر

مجمع الفقہ الحنفی

۹/۶۵۳، دارالافتاء محلہ مفتی سہارنپور

## تفصیلات

تحقیق تعلیم انگریزی	نام کتاب:
حکیم الامت مجدد الملت محی السنۃ الظاہرۃ والباطنۃ	افادات:
حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ	.....
حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی رحمہ اللہ	.....
سابق استاذ فلسفہ و دینیات عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد	ترتیب:
عطاء الرحمن قاسمی (سابق مفتی مدرسہ عربی مظاہر علوم سہارنپور)	.....
استاذ دارالعلوم شاہی جامع مسجد میرٹھ شہر	.....
رئیس اشرف فقیہ احناف نمونہ اسلاف ناشر علوم حکیم الامت	زیر نگرانی:
حضرت مولانا مفتی مجد القدوس خلیب رومی صاحب	.....
صدر مفتی مدرسہ عربی مظاہر علوم سہارنپور مفتی شہر آگرہ	.....
۲۲	صفحات:
۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰۱۸ء	سنہ طباعت:

ناشر

مجمع الفقہ الحنفی

۹/۶۵۴، دارالافتاء محلہ مفتی سہارنپور

## حمد و ثنا

ترجمانِ حق حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس رومی رحمۃ اللہ علیہ

کرتے ہیں ابتدا ہم اللہ کا نام لے کر

جو مہرباں بہت ہے رحمت میں سب سے بڑھ کر

حمد و ثنا ہو اس کی اللہ نام جس کا

جو پالتا ہے سب کو ہے فیض عام جس کا

جو ہے رحیم و رحماں جو مہرباں ہے سب پر

کوئی نہیں جہاں میں رحمت سے اس کی باہر

روزِ جزا کا مالک مختار یومِ محشر

جس کے سوا نہ ہوگا محشر میں کوئی داور

تیرے ہی ہم ہیں بندے تیرا ہی دم بھریں گے

تیری ہی بندگی میں ہر دم لگے رہیں گے

چاہیں گے بس تجھی سے امداد اے خدا ہم

تجھ سے کریں گے دکھ میں فریاد اے خدا ہم

یہ التجا ہماری مولیٰ قبول کر لے

ہم چلا وہ رستہ جس پر چلے ہیں اچھے

انعام و فضل تیرا ہوتا رہا ہے جن پر

یعنی شہید و صالح صدیق اور پیغمبر

بس سیدھے راستے پر ہم کو لگائے رکھنا

جن پر ہے تیرا غصہ ان سے بچائے رکھنا

اس راستے سے بچنا ہم لوگ چاہتے ہیں

گمراہ لوگ سارے جس راستے چلے ہیں

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على  
رسوله سيدنا محمد وآله واصحابه اجمعين. اما بعد.

ہمارے زمانہ میں انگریزی تعلیم کی جواز و ناجواز کی نسبت اکثر گفتگو ہوتی ہے چونکہ اکثر جانبین کے دلائل نا کافی ہوتے ہیں اس لئے بجائے قول فیصل نکلنے کے روزمرہ اختلاف ہی بڑھتا جاتا ہے اور کوئی قول محقق نہیں ہوتا۔ نظر بریں مناسب معلوم ہوا کہ اس میں قول فیصل اپنی رائے کے موافق عرض کیا جائے۔ امید ہے کہ منصف کے لئے کافی شافی ہوگا اور متعصب کیلئے تو کوئی تقریر کوئی تحریر کبھی کافی نہیں ہوئی اور نہ ہونے کی امید۔

اب قبل شروع مقصود چند مقدمات بطور قواعد کلیہ کے تمہیداً عرض کئے جاتے ہیں کہ تفہیم مقصود میں آسانی ہو۔ وعلیہ التوکل وبہ نستعین۔  
مقدمہ اولیٰ: کسی شے کا قبیح ہونا دو طور پر ہوتا ہے۔ ایک قباحت لعینہ۔ دوسری قباحت لغیرہ۔

قباحت لعینہ کے یہ معنی کہ اس شے کی ذات میں قباحت اور برائی ہو کسی عارض اور خارج کی وجہ سے قباحت نہ آئی ہو۔ اس کی ذات میں قباحت ہونے کا یہ اثر ہوگا کہ وہ شے کبھی کسی طرح مباح نہ ہو سکے گی۔ جس طرح زنا، سرقہ کہ ان کی ذات میں قباحت ہے، کسی عارضی چیز کی وجہ سے قباحت نہیں آئی، اس لئے یہ کبھی

کسی طرح محل اباحت نہیں ہو سکتے۔

قباحت لغیرہ کے یہ معنی کہ وہ شے اپنے نفس اور ذات کے اعتبار سے توفیق نہیں ہے مگر اس میں کچھ خارجی عوارض ایسے لاحق ہو گئے ہیں جس سے وہ شے قابل اجازت نہ رہی جیسے اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت کرنا۔ یہاں بیع کے اندر فی نفسہ کچھ خرابی نہیں بلکہ اس میں بعض عوارض ایسے لاحق ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے یہ بیع ناجائز ہو گئی، وہ عارض یہ ہے کہ اذان سنتے ہی جمعہ کی نماز کے لئے حاضر ہونا واجب ہے۔ لقولہ تعالیٰ: فاسعوا الی ذکر اللہ۔ یعنی خدا کے ذکر کی طرف چلو اور اذان جمعہ کے بعد اگر خرید و فروخت کی جاوے گی تو حاضری جمعہ میں تاخیر ہوگی۔ پس یہاں بیع میں قباحت اس عارض کی وجہ سے لاحق ہو گئی اور بیع فبیح و ممنوع ٹھہری ورنہ خود بیع میں کچھ خرابی نہ تھی۔

مقدمہ ثانیہ : جو امر مفاسد کا ذریعہ بنے اگرچہ وہ امر مباح ہو لیکن بسبب ذریعہ مفاسد بننے کے حرام ہو جاتا ہے۔ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ غدر کرنے والوں کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا حرام ہے اگرچہ یہ بیع خود فعل مباح تھا لیکن چونکہ مفاسد کا ذریعہ بنا اور اس سے ایک فساد لازم آ گیا، اس لئے اب حرام ہو گیا۔

مقدمہ ثالثہ : دین صرف چند اعمال ظاہری مثل نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہی کا نام نہیں بلکہ سب سے بڑھ کر جزء عقائد کا ہے جس پر دار و مدار نجات کا ہے کہ بغیر اس کے نجات غیر ممکن ہے۔ ایک جزء اس کا اخلاق حمیدہ ہیں کہ حسب تصریح محققین وہ بھی مثل نماز، روزہ کے فرض ہیں، وہ اخلاق یہ ہیں صبر و شکر و اخلاص و تواضع

وسخاوت وغیرہ۔ پس اگر کوئی صرف ان چند اعمال ظاہری کو برتے اور نہ اس کے عقائد ٹھیک ہوں اور نہ اخلاق درست ہوں وہ ہرگز پورا مسلمان نہیں کہا جاسکتا۔

مقدمہ رابعہ : جس دنیا کی مذمت قرآن مجید و احادیث صحیحہ میں موجود ہے اس کا خلاصہ صرف دو چیزیں ہیں۔ ایک حب مال۔ دوسرے حب جاہ۔ یعنی مال اور شان کا ایسا محبوب ہونا کہ اس کے مقابلہ میں دین کے ضائع ہو جانے کا صدمہ نہ ہو۔ یعنی اگر کسی فعل یا قول سے دین میں کمال ہوتا ہو لیکن مال و جاہ کو نقصان پہنچتا ہو یا مال و جاہ کی ترقی ہو لیکن دین کا تنزل ہوتا ہو تو وہاں مال و جاہ کو ترجیح دے اور دین کی کچھ پرواہ نہ کرے، جن لوگوں نے قرآن و حدیث کو نظر ایمانی سے دیکھا ہے ان کے نزدیک یہ مقدمہ اجلی بدیہیات سے ہے۔

مقدمہ خامسہ : شریعت کے احکام کا دار و مدار حقیقت پر ہے نہ نام پر۔ بس اگر کسی شے کا نام بدل دیا جائے تو جب تک اس کی حقیقت نہ بدلے گی حکم نہ بدلے گا۔ مثلاً اگر کوئی شراب کو شربت یا زنا کو نکاح کہا کرے تو اس کا حکم نہ بدلے گا اور دونوں کا حکم یعنی حرمت باقی رہے گی۔

مقدمہ سادسہ : کسی شے پر حکم لگانا باعتبار غالب اور اکثر کے ہے ایک آدھ فرد کا اس سے نکل جانا اس حکم کے مخالف نہ کہلائے گا مثلاً: ایک مقدار خاص سنکھیا کی اکثر اوقات و اکثر اشخاص کے اعتبار سے مہلک ہو سو فرضاً اگر کسی خاص وقت یا کسی خاص شخص کے اعتبار سے نوبت بہ ہلاک نہ پہنچائے تب بھی اس مقدار پر اطباء مہلک ہی ہونے کا حکم لگاویں گے۔ اور اس شاذ و نادر صورت کو کالمعدوم و ناقابل

اعتبار سمجھیں گے۔ چنانچہ اسی مقام سے لاکٹر حکم الكل اور النادر كالمعدوم مثل مشہور ہو گئی ہے۔ اپنے محاورات میں بھی اگر ذرا غور کر کے دیکھا جاوے تو اس کی نظیریں بہت ملیں گی۔ مثلاً کسی قوم کو بہادر اور دلیر کہا جاتا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کا ہر فرد بہادر اور دلیر ہے اور کوئی شخص بھی اس قوم کا بزدل نہیں بلکہ سب سمجھتے ہیں کہ یہ حکم اس قوم کے اکثر افراد کے اعتبار سے ہے۔

مقدمہ سابعہ : کسی شے پر کسی خاص اثر کے ترتب کا حکم لگانے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ اس کے اسباب بھی معلوم ہوں بلکہ مطلقاً حکم لگانے کیلئے مشاہدہ اور تجربہ بالکل کافی دلیل ہے۔ مثلاً مقناطیس پر یہ حکم لگانا کہ وہ لوہے کو کشش کرتا ہے۔ اس حکم کی صحت تکرار مشاہدہ و تجربہ سے بالکل قطعی اور یقینی ہے۔ اگرچہ کشش کرنے کی علت اور سبب اب تک یقینی طور پر کچھ معلوم نہیں ہوا بلکہ تجربہ اور مشاہدہ پر اس قدر وثوق کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی ہمارے تجربہ کے خلاف دلیل قطعی سے ثابت کر دے تو اپنے تجربہ اور مشاہدہ کے مقابل اس کی دلیل نہ مانی جاوے گی اور کہا جاوے گا کہ اس دلیل کی غلطی اگرچہ ہم کو معلوم نہیں ہوتی لیکن چونکہ مشاہدہ کے خلاف ہے اسلئے ضرور غلط ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص مقناطیس میں عدم الجذب دلیل سے ثابت کر دے تاہم بمقابلہ مشاہدہ کے وہ دلیل بالکل ناقابل اعتبار ہوگی اور مجیب کو ان دلیلوں کا جواب دینا ضرور نہ ہوگا بلکہ اس کو صرف اسی قدر کہہ دینا کافی ہوگا کہ چونکہ یہ دلیلیں مشاہدہ کے خلاف ہیں اس لئے غلط ہیں۔

مقدمہ نامہ : ہر شے قابل تحصیل دو قسم پر ہے۔ ایک مقصود لذاتہ، جس کو مطلق مقصود بھی کہہ سکتے ہیں۔ دوسرے مقصود لغیرہ، جس کا نام ضروری بھی رکھا جاسکتا ہے۔ مقصود لذاتہ کے یہ معنی کہ وہ شے خود مقصود ہے کسی دوسرے مقصود کو حاصل کرنے کے لئے وسیلہ اور ذریعہ نہیں ہے۔ مقصود لغیرہ اس کے برعکس ہے۔ یعنی خود مقصود نہیں بلکہ ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے اس کو اختیار کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ وہ مقصود کا ذریعہ ہے بغیر اس کے مقصود تک پہنچنا دشوار ہے، سو مقصود لذاتہ کی تحصیل میں بس نہیں ہوتی اور مقصود لغیرہ (ضروری) میں جب قدر ضرورت حاصل ہو جائے گی، آگے روک دیا جائے گا۔ مثلاً غذا اور دوا کو لیجئے کہ غذا تو مقصود ہے اور دوا ضروری۔ پس غذا تو تمام عمر کا مشغول ہے اور دوا چونکہ ضرورت مرض سے ہے اس لئے جب مرض نہ رہے گا دوا سے روک دیا جائے گا۔

مقدمہ تاسعہ : جس امر میں اہل الرائے اختلاف کریں حقیقت میں وہ اختلاف اس امر کے دلیل کے کسی مقدمہ میں ہوگا یہ نہیں ہو سکتا کہ دلیل تو طرفین کو مسلم ہو اور پھر نتیجہ اور مدعی میں مخالفت رہے، سو وہ مقدمہ جس میں فی الحقیقہ اختلاف ہے اگر مقدمہ شخصیت ہے تو وہ اختلاف قابل اعتبار نہیں اور اگر مقدمہ کلیہ ہے تو البتہ وہ اختلاف قابل اعتبار ہوگا۔ مثلاً ایک شخص زید ایک آدمی کا نام رکھ کر کہتا ہے، زید آدمی ہے، اور جو آدمی ہے وہ لکھنے کی قابلیت رکھتا ہے اس لئے زید لکھنے کی قابلیت رکھتا ہے، دوسرا زید گدھے کا نام رکھ کر کہے، زید گدھا ہے، اور کوئی گدھا لکھ نہیں

۱۔ مقدمہ شخصیت اس کو کہتے ہیں جس میں کسی خاص شخص پر حکم کیا جاوے جیسے زید کھڑا ہے، یہ مقدمہ شخصیت ہے کہ اس میں کھڑا ہونے کا حکم خاص زید ہی پر کیا گیا ہے۔ اور مقدمہ کلیہ اس کے برعکس جیسے سب آدمی لکھتے ہیں، کہ لکھنے کا حکم کسی آدمی پر نہیں کیا گیا بلکہ مطابقتاً سب آدمیوں پر ہے۔ ۱۲



سکتا، اسلئے زید بھی لکھ نہیں سکتا۔ پس یہ اختلاف مقدمہ شخصیہ میں ہے کہ زید آیا واقع میں کسی آدمی کا نام ہے یا گدھے کا، تو یہ اختلاف قابل اعتبار نہیں بلکہ ذرا سے غور کے بعد اختلاف اٹھایا جاسکتا ہے کہ اگر زید آدمی کا نام ہے تو پہلا قول صحیح ہے اور دوسرا یقیناً غلط اور اگر گدھے کا نام ہے تو دوسرا قول صحیح ہے اور اول غلط ہے۔ ہاں اگر کوئی اس مقدمہ کلیہ میں اختلاف کرے کہ ”جو آدمی ہے وہ لکھنے کی قابلیت رکھتا ہے“ اور کہے کہ ہر آدمی نہیں لکھ سکتا تو یہ اختلاف البتہ قابل اعتبار ہوگا۔ فافہم حق الفہم۔

مقدمہ عاشرہ : جو حکم کسی عارض کی وجہ سے کیا جاتا ہے اس حکم کا دارومدار اس عارض پر ہوتا ہے۔ پس اگر زمانہ کے اختلاف یا ملک کے تبدیل سے وہ عارض جاتا رہے تو وہ حکم بھی جاتا رہے گا۔

جب یہ مقدمات عشرہ مہمہ ہو چکے اب بعونہ تعالیٰ مقصود کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ انگریزی اپنی ذات میں ایک زبان ہے اور باعتبار کورس متعارف کے چند فنون و علوم کا نام ہے کسی زبان یا کسی فن علمی کا سیکھنا اپنی ذات میں ممنوع نہیں کہا جاتا لیکن مفسد اور قبائح مل جانے سے ممنوع وغیرہ ہو سکتا ہے۔ (بحکم مقدمہ اولیٰ) اور جب مفسد اور قبائح مرتب ہونے لگیں باوجود اپنے اباحت اصلیہ کے قابل ممانعت ہو جائے گا۔ (بحکم مقدمہ ثانیہ) اب ان آثار کو ملاحظہ فرمائیے جو اس وقت انگریزی تعلیم میں پیدا ہوتے ہیں نماز، روزہ میں کاہلی بلکہ اعراض، عقائد دینیہ میں ضعف بلکہ تشویش و انکار، تکبر، نمائش، تضح و تقلید کفار، دوسروں کو حقیر سمجھنا، دینداروں کو نظر مذلت سے دیکھنا اور یہ سب دین

کی بربادی ہے کیونکہ امور مذکورہ اجزاء دین ہیں (بحکم مقدمہ ثالثہ) اور شب و روز دماغ میں ترقی مال اور حصول مناصب کی ہوسیں پکنا، ان کی تحصیل میں احکام شرعیہ کی ذرہ برابر بھی نظر میں وقعت نہ رہنا اور اس مقدمہ میں بے باکی آجانا اور یہی دنیا ہے جو اللہ اور رسول کے نزدیک مبعوض و ملعون ہے (بحکم مقدمہ رابعہ)۔

گو اس وقت اس دنیائے ملعونہ کا نام ہوس ناکوں نے اولوالعزمی اور ترقی رکھا ہے مگر عنوان بدلنے سے معنون نہ بدلے گا نہ اس کا حکم بدلے گا (بحکم مقدمہ خامسہ) اور اگرچہ بعضے لوگوں میں یہ آثار نہیں پیدا ہوتے یا کم پیدا ہوتے ہیں مگر شاید فیصدی مشکل سے دس آدمی اس سے محفوظ ہوں تو ہوں۔ پس اس تخلف کو قابل اعتبار نہیں سمجھا جائے گا (بحکم مقدمہ سادسہ) اور ان آثار کی علت خواہ صحبت اہل الحاد کی ہو یا تعلیم دین کا اہتمام نہ ہونا قرار دیا جاوے خواہ خود بعض فنون کا خاصہ ہو جیسے سائنس وغیرہ یا مصنفین کے خیالات کا عکس ہو جو بذریعہ تصنیفات کے مخفی طور پر ناظرین کے قلب پر پڑتا ہے مگر جب مشاہدہ سے ترتب آثار کا ثابت ہے اس بات کی تعیین نہ ہونا باعث تردنی الحکم نہیں ہو سکتا بلکہ اگر کوئی شخص دلائل سے ان آثار کا لازمی نہ ہونا بھی ثابت کر دے تب بھی مشاہدہ کو مکذب دلائل سمجھا جاوے گا (بحکم مقدمہ سابعہ) البتہ جو شخص دنیا کی ضرورت سے پڑھنا چاہے (بشرطیکہ وہ ضرورت شرعاً بھی ضرورت سمجھی جاوے اور اعلیٰ درجہ کے پاس اور ڈگریوں کا حاصل کرنا اور اس سے اعلیٰ درجہ کے عہدوں کا حاصل کرنا جس میں سرتاسر شریعت کی مخالفتیں کرنا پڑتی ہیں حد ضرورت سے خارج ہے) یا کسی دینی ضرورت سے پڑھے مثلاً مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے

یا مخالفوں کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے (اور یہ تو عنقا ہے) تو بقدر رفع ضرورت اجازت ہوگی اور اس سے آگے بندش (بحکم مقدمہ ثامنہ)۔

اس تقریر سے صاحب انصاف کے نزدیک انگریزی تعلیم کے فتح میں ذرا بھی شک نہ رہا ہوگا۔ اگر کسی عالم مستند کا قول یا فتویٰ اس کے خلاف میں پایا جاوے تو حقیقت میں یہ اختلاف ایک مقدمہ شخصہ میں ہے نہ مقدمہ کلیہ میں۔ یعنی اس مقام پر ہمارے دعوے کی دلیل میں دو مقدمے ہیں۔ اول یہ کہ

انگریزی سے فلاں فلاں آثار قبیحہ پیدا ہوتے ہیں اور یہ مقدمہ شخصہ ہے۔ دوسرا مقدمہ یہ کہ جس چیز سے یہ آثار قبیحہ پیدا ہوں وہ فبیح ہے، یہ مقدمہ کلیہ ہے۔ سو مقدمہ اولیٰ کوئی مسئلہ شرعی نہیں بلکہ ایک واقعہ کی تحقیق ہے جس میں اختلاف مشاہدہ و تجربہ سے اختلاف رائے ہو سکتا ہے اور مشاہدہ و تجربہ سے ایک رائے کی غلطی کا معائنہ ہو سکتا ہے۔ ہاں دوسرا مقدمہ مسئلہ شرعی ہے سو اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ پس ایسا اختلاف ہمارے دعوے مذکورہ کو مضر نہیں ہو سکتا (بحکم

مقدمہ تاسعہ)۔ البتہ اگر کسی خاص طریق سے ان آثار قبیحہ کا انسداد ہو جاوے اور اس تعلیم کی مضرت اکثر یہ کا دفعیہ ہو جاوے تو اس وقت اس سے حکم فبیح کا اٹھ جاوے گا، گو حالت موجودہ سے اس کی امید بہت کم ہے، مگر قضیہ شرطیہ کے صدق میں کوئی کلام نہیں (بحکم مقدمہ عاشرہ) ہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذہ الباب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ ام الكتاب نسأل اللہ تعالیٰ حسن

المآب ببرکة سیدالرسول وھادی السبل وعلی الہ والاصحاب.

کتبہ محمد اشرف علی تھانوی امدادی عنہ

## خلاصہ تحقیق تعلیم انگریزی

یہ تو تفصیل تمام تر دینی تعلیم سے متعلق اصلاح و تجدید کی تھی، جو تعلیم دین کے تمام اطراف و جوانب کو محیط ہے۔ دینی مدارس، ان کے اساتذہ و طلبہ، ان کے نصاب تعلیم و طرز تعلیم، علماء و عوام کا باہمی افادہ و استفادہ، وعظ و افتاء، عورتوں کا مسئلہ تعلیم، غرض تعلیم دین کے جس گوشہ میں جو خلل و فساد نظر آیا، اس پر تنبیہ اور اس کے انسداد کی تدبیر فرمائی گئی اور مجددین کو اصلاً و اصولاً تعلیم دین ہی کی تجدید سے سروکار تھا، جو گویا اصلاح کا ایجابی پہلو تھا۔

لیکن اس ایجاب کا ایک سلب بھی بہت تحقیق طلب تھا، پرہیز کے بغیر کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا۔ لادینی حکومت و سیاست کے غلبہ و تسلط کی بدولت ساری دنیا پر ایک ایسا نظام تعلیم مسلط ہو گیا ہے جو اپنی فطرت و ساخت، اپنے آثار و نتائج کے اعتبار سے بالکل دین پرستی کا معلم اور دین کی بالکل ضد اور نفی واقع ہوا ہے، یہ وہ جدید یا ہمارے ملک میں انگریزی تعلیم ہے، جو دین کے لحاظ سے گویا مکھیوں کا پکا ہوا سالن ہے، یا طاعونی جراثیم میں لپٹا ہوا چوہا۔ جس کو جلا دینے یا جس سے بھاگ کھڑے ہونے ہی میں جان کی سلامتی ہے، اسی طرح ایمان کی سلامتی بھی جس کو ایمان عزیز ہو اس جدید یا انگریزی تعلیم سے بعد و فرار ہی میں ہے۔ یہی خلاصہ ہے اس مختصر و محققانہ مضمون کا جو حضرت جامع المجد دین علیہ الرحمہ نے تحقیق تعلیم انگریزی کے عنوان سے تحریر فرمایا ہے، اور جو محض معنایاً ہی محققانہ نہیں، صورتاً بھی چند مسلم و بدیہی مقدمات پیش فرما کر ان کے منطقی نتائج کو واضح فرما دیا گیا

ہے۔ اس طرح کہ پہلے دس مقدمات پھر ایک ایک مقدمہ کے حوالہ سے ان کے لازمی نتائج بیان فرمائے گئے ہیں۔

لیکن چونکہ آج کل کے خطابت پسند دماغ اتنی منطق کے متحمل نہیں رہے ہیں، اس لئے ذیل میں خفیف لفظی رد و بدل کے ساتھ اس کو پیش کیا جاتا ہے۔ خصوصاً نتائج کو سب مقدمات کے بعد نہیں بلکہ ساتھ ساتھ پیش کر دیا گیا ہے تاکہ ذہن کو ہر نتیجہ کی گرفت اور مقدمہ سے اسکے ربط میں دشواری نہ ہو۔

**پہلا مقدمہ:** کسی شے کا قبیح ہونا یا تو ذاتی ہوتا ہے، یا عارضی،

جیسے زنا و سرقہ کہ قباحت ان کی ذات ہی میں داخل ہے، کسی عارضی چیز کی وجہ سے نہیں آئی۔ اس لئے یہ کبھی کسی حالت میں جائز و مباح نہیں ہو سکتے، اور عارضی چیز کی مثال جیسے اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت ہے، کہ یہاں نفس بیع میں کوئی خرابی نہیں، بلکہ ایک عارضی سبب یعنی 'فَاسْعَوَالِي ذِكْرِ اللَّهِ' کے حکم کی وجہ سے جمعہ کی اذان کے بعد بیع ناجائز و ممنوع ہوگی۔

تو اب ظاہر ہے کہ انگریزی اپنی ذات میں محض ایک زبان ہے، اور اس کی تعلیم متعارف نصاب کے اعتبار سے چند علوم و فنون کا نام ہے اور کسی زبان یا علم و فن کا سیکھنا اپنی ذات میں ممنوع نہیں ہو سکتا۔

**دوسرا مقدمہ:** البتہ جو چیز کسی عارضی و خارجی سبب سے

مفاسد کا ذریعہ بن جائے تو بذات خود مباح ہونے کے باوجود ان مفاسد کی وجہ سے عارضی طور پر حرام ہو جاسکتی ہے۔ جیسے ہتھیار فروخت کرنا یہ ذات خود جائز

ہے، لیکن دشمن یا غداروں کے ہاتھ بوجہ غدر و دشمنی و فساد کے حرام ہے۔

لہذا اگر انگریزی تعلیم پر بھی مفسد مرتب ہوتے ہوں تو فی نفسہ جائز و مباح ہونے کے باوجود ان مفسد کی وجہ سے حرام و ممنوع قرار پائے گی۔

### تیسرا مقدمہ: دین، نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ وغیرہ صرف چند

ظاہری اعمال ہی کا نام نہیں، بلکہ سب سے بڑھ کر عقائد کا جزو ہے، جس پر نجات کا مدار ہے، اور ایک جزو صبر و شکر، اخلاص و تواضع وغیرہ اخلاق حمیدہ کا ہے، وہ بھی محققین کے نزدیک نماز و روزہ ہی کی طرح فرض ہے۔ اگر کوئی صرف چند اعمال ظاہری کو پورا کر لے، نہ عقائد ٹھیک ہوں نہ اخلاق، تو اس کو پورا مسلمان ظاہر ہے کہ نہ کہا جائے گا۔

اب انگریزی تعلیم کے جو آثار دن رات مشاہد ہیں، وہ ملاحظہ ہوں کہ نماز روزہ میں کاہلی بلکہ اعراض، عقائد میں ضعف بلکہ تشویش و انکار، اخلاق میں تکبر و نمائش و تصنع اور کافروں کی تقلید بلکہ دین داروں کو ذلت و حقارت کی نظر سے دیکھنا۔

### چوتھا مقدمہ: جس دنیا کی قرآن و حدیث میں ممانعت ہے،

اس کا خلاصہ دو چیزیں ہیں، حپ مال اور حپ جاہ یعنی مال و جاہ کا ایسا محبوب ہونا کہ ان کے مقابلہ میں دین کے ضایع ہونے کا صدمہ نہ ہو، یعنی جس چیز سے مال و جاہ کی ترقی لیکن دین کا تنزل ہوتا ہو تو مال و جاہ کو ترجیح دینا اور دین کی پروا نہ کرنا، قرآن و حدیث پر جن کی نظر ہے، ان کے نزدیک یہ مقدمہ اجلی بدیہیات میں ہے۔

انگریزی تعلیم یافتہ دماغ کا کام دن رات مالی ترقی اور جاہ و مال و منصب

کے حصول کی ہوس پکانا، ان کی تحصیل کے پیچھے شرعی احکام کی ذرہ برابر بھی نظر میں وقت نہ رہنا ہے، یہی وہ دنیا ہے جو اللہ و رسول کے نزدیک مغضوب و ملعون ہے۔

### پانچواں مقدمہ: شریعت کے احکام کا دار و مدار حقیقت پر

ہے، نہ کہ نام پر، پس اگر شراب کو شربت اور زنا کو نکاح کا نام دے دیا جائے تو اس سے ان کا حکم نہ بدل جائے گا، دونوں بدستور حرام ہی رہیں گی۔

تو گو اس وقت ہوس ناکوں نے اسی ملعون و مغضوب دنیا کا نام اولوالعزمی و ترقی رکھ لیا ہے، لیکن نام یا عنوان بدل جانے سے حقیقت یا معنی تو نہیں بدل جاتے۔

چھٹا مقدمہ۔ کسی شے پر جو حکم لگایا جاتا ہے، وہ غلبہ و اکثریت کی بنا پر لگایا جاتا ہے۔ ایک آدھ کا استثناء، اس حکم کو غلط نہ ٹھہرائے گا۔ مثلاً سنکھیا کی ایک خاص مقدار عام طور سے مہلک ہوتی ہے لیکن اگر اتفاق سے کوئی شخص ہلاک نہ ہو تو اس سے سنکھیا کے مہلک یا زہر قاتل ہونے کے حکم میں فرق نہ آئے گا۔

اسی طرح اگر بعض لوگوں میں انگریزی تعلیم کے مذکورہ بالا آثار نہیں پیدا ہوتے ہیں، تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

### ساتواں مقدمہ: کسی چیز پر خاص اثر کے مرتب ہونے کا اگر حکم

لگایا جائے تو اس کے اسباب کا معلوم ہونا ضروری نہیں، مشاہدہ و تجربہ بالکل کافی ہے۔ مقناطیس کی کشش کی علت و سبب نہ بھی معلوم ہو تو بھی اس کے اثر کا حکم لگانے کے لئے کشش کا مشاہدہ و تجربہ کافی ہے۔

لہذا صحت حکم کے لئے اس سے بحث ضروری نہیں کہ انگریزی تعلیم کے

اثرات ملاحظہ کی صحبت، مصنفین کے خیالات، سائنس وغیرہ کسی خاص فن کی تعلیم، یا تعلیم دین کے عدم اہتمام وغیرہ کس سبب سے پیدا ہوتے ہیں، جب تک یہ آثار پیدا ہوتے رہیں گے، عدم جواز کا حکم بدستور قائم رہے گا۔

**آٹھواں مقدمہ:** جس شے کو حاصل کیا جاتا ہے وہ یا تو خود

مقصود ہوتی ہے، یا مقصود کا ذریعہ ہوتی ہے، ذریعہ تو بقدر ضرورت ہی حاصل کیا جاتا ہے۔ مثلاً غذا خود مقصود ہے تو وہ ہمیشہ حاصل کرنے کی چیز ہے بخلاف اس کے دوا تو وہ دفع مرض کا ذریعہ ہے، جب مرض نہ رہے گا دوا سے روک دیا جائے گا۔

اسلئے جو شخص دنیا کی ایسی ضرورت سے انگریزی پڑھنا چاہے جو شریعت کی نگاہ میں بھی ضرورت ہو (اور بڑے بڑے عہدوں کیلئے بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کرنا جس میں شریعت کی طرح طرح کی مخالفت کرنا پڑتی ہے وہ حد ضرورت سے خارج ہے) یا کسی دینی ضرورت سے پڑھے، مثلاً مخالفوں کو اسلام کی دعوت دینے یا ان کے اعتراضوں کو رفع کرنے کیلئے تو اس کیلئے بقدر ضرورت اجازت ہوگی۔

**نواں مقدمہ:** جس امر میں اہل رائے کا اختلاف ہو تو وہ دراصل

دلیل کے کسی مقدمہ میں ہوگا۔ یہ نہیں ہو سکتا، کہ دلیل تو مسلم ہو اور پھر نتیجہ میں مخالفت رہے، مثلاً زید آدمی ہے، اور جو آدمی ہو وہ لکھنے کی قابلیت رکھتا ہے، اس لئے زید لکھنے کی قابلیت رکھتا ہے، اب اگر کوئی شخص زید کسی گدھے کا نام رکھ دے اور کہے کہ زید چونکہ گدھا ہے اور گدھا لکھ نہیں سکتا، اس لئے زید لکھ نہیں سکتا۔ تو یہ



اختلاف نتیجہ میں نہیں سکتا۔ تو یہ اختلاف نتیجہ میں نہیں، مقدمہ یا دلیل میں ہے جو ذرا سے غور کے بعد اٹھ جاسکتا ہے، کہ اگر زید آدمی کا نام ہے تو پہلا نتیجہ صحیح اور دوسرا غلط ہے، اور اگر زید گدھے کا نام ہے تو دوسرا صحیح اور پہلا غلط ہے۔

لہذا اگر کسی مستند عالم کا قول یا فتویٰ انگریزی تعلیم کے نتیجہ یا جواز کے خلاف پایا جائے تو حقیقت میں یہ اختلاف کسی مقدمہ میں ہوگا، نہ کہ نتیجہ میں سو یہاں دو مقدمے ہیں، ایک یہ کہ انگریزی کی مروجہ تعلیم سے فلاں فلاں خرابی یا بے دینی کے اثرات پیدا ہوتے ہیں، دوسرا یہ کہ جس تعلیم سے ایسے خراب اثرات پیدا ہوں وہ قبیح یا ناجائز ہے۔ سو پہلا مقدمہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں، بلکہ ایک واقعہ کی تحقیق ہے، اور اسی کی تحقیق سے ایک رائے کی صحت اور دوسری کی غلطی کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔

لیکن دوسرا مقدمہ شرعی مسئلہ اور کلی ہے، یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک طرف کوئی مستند عالم یہ بھی تسلیم کرے کہ انگریزی تعلیم سے الحاد و بے دینی پیدا ہوتی ہے اور پھر بھی اس کے جواز کا فتویٰ دے۔

**آخری دسواں مقدمہ** یہ ہے کہ جو حکم یا فتویٰ کسی عارضی سبب

سے ہوتا ہے، وہ قدرۃً اس عارض کے بدل جانے سے بدل جاتا ہے، اس لئے اگر کسی طرح انگریزی تعلیم کے ان خراب اور مخالف دین آثار کا انسداد ہو جائے جن کی اوپر تفصیل گزری، اور اس تعلیم کی عام و اکثری مضرت کا دفعیہ ہو جائے تو اس کے قبح یا عدم جواز کا حکم بھی اٹھ جائے گا، گو موجودہ حالت میں اس کی امید بہت کم ہے۔ کم کیا بس منطقی امکان سے زیادہ نہیں۔

راقم ہذا چوتھائی صدی سے زیادہ انگریزی کی نئی تعلیم گاہوں، کالج اور یونیورسٹیوں ہی میں خدمت کرتا رہا خصوصاً عثمانیہ یونیورسٹی (حیدرآباد) میں اس تعلیم کے دینی مضرتوں کی انسداد کا دنیا بھر سے زیادہ ظاہری سامان فراہم، اسکول ہی سے دینیات کی تعلیم لازم، جس کا سلسلہ برابر بی اے تک قائم، باقاعدہ امتحانات جس میں کامیابی کے بغیر سند نہیں مل سکتی، پھر اسکول سے لے کر کالج اور میٹری کولیشن سے لے کر ایم اے تک پی ایچ ڈی تک علوم جدیدہ کے پہلو بہ پہلو تفسیر و حدیث وغیرہ علوم دینیہ کا مستقل انتظام، اور پورا شعبہ موجود۔ اساتذہ کی تنخواہیں بھی بیش قرار اور قریب قریب وہی جو مغربی علوم و فنون کے اساتذہ کی، طلبہ کے لئے حکومت کے محکموں اور نوکریوں میں بھی وہی حقوق جو مغربیات کے طلبہ کے وظائف کا دروازہ بھی یورپ تک کے لئے دینیات والوں کے حق میں بھی کھلا ہوا شعبہ دینیات کے اساتذہ بھی خصوصاً دور اول کے ماشاء اللہ ایسے کہ اپنے لایق سے لایق مغربی تعلیم کے ہم چشموں یا اپنے شاگردوں کے سامنے کسی طرح شرمندہ نہیں۔ تعطیل اتوار کی نہیں جمعہ کی، رمضان شریف میں روزہ داروں کی رعایت میں اوقات صبح کے، بلکہ گرمیوں کے رمضان میں سرے سے تعطیل، پھر حکمراں کے متعلق سب کو معلوم کہ دینی علوم و روایات کے برقرار رکھنے پر مصر۔

## الطائر

غرض مغربی علوم اور مغربیت کے دینی اثرات کے مقابلہ میں علوم دین کے لزوم و اہتمام اور اہل دین کی وقعت و عظمت وغیرہ کے بہت کچھ ظاہری اسباب

مہیا ہونے پر بھی غلبہ طلبہ و اساتذہ سب پر مغربیت اور لادینی اثرات ہی کا، وہ بھی مغربی علوم و فنون ہی کی حد تک نہیں۔ شعبہ دینیات کے تفسیر و حدیث و فقہ و کلام، خالص دینی علوم و فنون کے پڑھنے والے جن کیلئے انگریزی محض زبان کی حد تک لازم، ان تک کے عادات و اطوار، افکار و خیالات، صورت و سیرت، ظاہر و باطن سب پر رنگ اپنے مغربی رفقاء ہی کا غالب ہے۔ (الا ماشاء اللہ) طلبہ تو طلبہ اساتذہ میں بھی چند قدیم دینی درسگاہوں کی صورتیں رہ گئی ہیں، جن کے رخصت ہونے پر دینی علوم کے اساتذہ کو صورتاً بھی لادینی علوم کے اساتذہ سے الگ کرنا دشوار ہوگا۔ رہا استثناء سو وہ استثناء ہی ہے، اور اب تو لادینی یا سکولر حکومت شعبہ دینیات کے نام کی ہی روادار نہیں۔

(تجدید تعلیم و تبلیغ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۵، مصنفہ حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی رحمہ اللہ سابق استاذ فلسفہ و دینیات عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد، خلیفہ و مجاز حضرت اقدس مولانا تھانوی)



## انگریزی تعلیم کے اثرات

شاعر اسلام صاحب اخلاص و حمیت حضرت سید عبدالرب صاحب صوفی علیہ الرحمۃ

اب نہ تھم اے اشک غم اے چشم نم جی بھر کے رو

قوم کی پونجی لٹے جب اشک جاری کیوں نہ ہو

کالجوں میں جا کے اف مومن کی پونجی لٹ گئی

رنج سے اور شرم سے رو اور اس کے غم سے رو

جا کے کالج میں میاں جو تھے وہ مسٹر ہو گئے

غیر کی صورت بنے خود اپنی دی لٹیا ڈبو

کٹ گئی داڑھی اگی البرٹ لٹکے پائینچے

جا کے کالج ہائے رکھ دی دین کی پونجی گرو

فیشن انگریزی بھی ہے انگریز کے دشمن بھی ہیں

دشمن انگریز آخر کوئی ایسا بھی تو ہو

ذہنیت یہ ہے کہ اس کی وضع آئی ہے پسند

اور ہٹ دھرمی سے کہتے ہیں عدو انگریز کو

پانجامہ بن گیا نیکر اوٹنگا آپ کا

آپ نے نپشن عطا کردی ازار شرع کو

آپ کی اچکن تو کالج جا کے چسٹ بن گئی

ہائے جا کر اب کہاں دیکھیں مسلمان شکل کو

جا کے تھیٹر دیکھتے ہو اف انہیں آنکھوں سے تم  
 جن سے پڑھتے تھے کبھی تم خود کلام اللہ کو  
 ہائے تم بھیجے گئے اسکول و کالج کس لئے؟  
 تھیں بہت کچھ تم سے امیدیں بھی مسلم قوم کو  
 اس لئے تحصیل انگریزی کی حاجت تھی کہ تم  
 دین کی تبلیغ جا کر مشروں میں کر سکو

ہائے وہ بد بخت ساعت جبکہ تم کالج گئے  
 نفع کیسا؟ گانٹھ کی پونجی بھی دی تم نے ڈبو  
 ہم یہ سمجھے تھے کہ تم سے غیر بھی سیکھیں گے دیں  
 تم تو اپنا دین بھی کالج میں جا کر آئے کھو

خود مسلمان ہو کے غلامی تم نے کی  
 کس قدر کمزور ہو سوچو ذرا اے دوستو  
 کر کے ہمت مردہ بالوں کو کٹا دو دین پر  
 وقت پر شہ رگ کٹانے کے لئے تیار ہو

دیکھ کر صورت تمہاری لوگ سمجھیں امتی  
 سنت پاک نبی روشن تمہارے رخ پہ ہو  
 فرط دل سوزی سے ہے یہ نظم صوفی نے لکھی  
 ظاہر و باطن سے بن جاؤ مسلمان دوستو



## فوج محمدؐ کے سپاہیوں سے

محمد کے غلاموں گو تمہارا حق ہے سرداری  
مگر افسوس تم نے منتخب کی ذلت و خواری

خدا نے اَنْتُمْ الْاَعْلَوْنَ کا وعدہ کیا تم سے  
مگر تم نے نہ کی کچھ شرط وعدہ کی طرح حداری

محمد ہیں سپہ سالار تم ان کے سپاہی ہو  
مگر وردی پہن رکھی ہے تم نے غیر سرکاری

گرو نانک کے چیلے ان کا کہنا مان لیتے ہیں  
کڑے کرپان کنگھی کیس سکھ رکھتے ہیں اور داڑھی

ازار شرع کے بدلے تمہیں نیکر پسند آیا  
تم عریانی پہ مرتے ہو خدا کرتا ہے ستاری

مسلمانوں کے سر ہیں اور ان پر بال انگریزی  
الہی کس قدر بے غیرتی اب ہو گئی طاری

جبیں سائی کرو گے خاک تم اللہ کے آگے  
یہ سر پر ہیٹ ہے یا حکم منع سجدہ ہے جاری

صفائی تم نے کردی ہائے کیوں ریش مقدس کی  
رسول پاک کی سنت سے کیوں اس درجہ بیزاری

مجھے صوفی مسلمانوں کی حالت خوں رلاتی ہے  
کروں کیا؟ کس کا دل توڑوں؟ کروں کس کی دلآزاری؟



## لڑکیوں کی تعلیم کے متعلق ایک فتویٰ

سوال:..... لڑکیوں کو اسکول میں پڑھانا جائز ہے یا نہیں۔ اگرچہ پڑھانے والی عورت ہی ہو، یہ مسئلہ ناجائز کر کے کسی کتاب میں مجھے ملا تھا، مگر اس وقت وہ جگہ میں بھول گیا ہوں، لہذا کتاب کا نام و صفحہ بھی لکھ دیجئے۔

الجواب:..... لڑکیوں کو اسکول میں پڑھانا چند وجوہ سے ناجائز ہے۔

(۱)..... عموماً اسکولوں میں دینیات کی تعلیم نہیں ہوتی، بلکہ بعض کتابیں ایسی پڑھائی

جاتی ہیں جن سے لڑکیوں میں دین سے آزادی پیدا ہو جاتی ہے۔

(۲)..... پڑھانے والی عورت دیندار نہیں ہوتی، اور استاد کا اثر شاگرد پر ضرور ہوتا

ہے۔ اس لئے صحبت بد سے لڑکیاں خراب ہو جاتی ہیں، اور شریعت میں

صحبت بد سے بچنے کی سخت تاکید ہے۔

(۳)..... اس صورت میں پردہ کی احتیاط نہیں ہو سکتی، جیسا کہ مشاہدہ ہے، اور اس

بے احتیاطی سے بعض دفعہ ناگوار صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

(امداد الاحکام: ج اول، کتاب العلم صفحہ ۲۱۵)

۲ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ

دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے

## اپنی فکر بدلئے

ہمیں یہ فکر تو ہوتی ہے کہ

ہمارے مرنے کے بعد اولاد کا مستقبل کیا ہوگا؟

لیکن یہ فکر کیوں نہیں ہوتی کہ

خود اولاد کے مرنے کے بعد اس کا حشر کیا ہوگا؟

اسکولوں کا مروجہ نصاب تعلیم دین کیلئے زہر ہے

ملی مکاتب و مدارس کے ذریعہ بچوں کے ایمان کی حفاظت کیجئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ واحبائہ  
واصدقائہ واهل بیتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

عطاء الرحمن عفا اللہ عنہ

استاذ دارالعلوم جامع مسجد میرٹھ شہر

۲۱ جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ

9997-178-786